Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Akhlaq-e-Hasanah: An Islamic and Analytical Study of Character Building and the Formation of an Ideal Society

اخلاقِ حسنہ: انسانی کردار کی تعمیر اور مثالی معاشرے کی تشکیل کا اسلامی و تجزیاتی مطالعہ

Uzma Ayaz
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract
This study explores the concept of Akhlaq-e-Hasana (Noble Character) as the fundamental pillar of a beautiful and harmonious society. It defines ethics both linguistically as innate disposition and conduct and terminologically as the manifestation of inner purity through actions like truthfulness, justice, and mercy. Drawing from Quranic verses and Hadith, the text establishes that the Prophet Muhammad (PBUH) serves as the ultimate model of "Exalted Character," demonstrating profound compassion even toward enemies and non-Muslims.
The data categorizes ethics into positive traits (Hasana) that build communal peace and negative traits (Sayyiah) like falsehood, greed, and arrogance that lead to social and spiritual decline. It identifies modern challenges such as materialism, lack of religious education, and negative media influence as primary causes of moral decay. Ultimately, the text posits that the survival and prosperity of a nation depend on the moral upbringing of its youth and the adoption of ethical values, which transform strangers into friends and hostility into love.
Keywords:*Akhlaq-e-Hasana ,Uswah-e-Rasool,Tazkiyah-e-Nafs ,Social Harmony,Moral Decay ,Huquq-ul-Ibad ,Justice and Integrity ,Character Building*

لغوی معنی:

عادت، خصلت، طبیعت، برتاؤ، طرزِ عمل، سیرت.:'خُلق'(واحد) اور 'اخلاق جمع اخلاق کا لغوی معنی "عادت، خصلت،، اور طور طریقے" ہیں، جو کسی شخص کے اندرونی رویے اور طرز عمل کو ظاہر کرتے ہیں؛ یہ 'خُل سے ہے اور اس سے مراد اچھی یا بری عادتیں، برتاؤ، اور فطرت ہے، جس میں مثبت معنوں میں "خوش خلقی" (اچھے اخلاق) اور منفی معنوں میں "بد خلقی" (برے اخلاق) شامل ہیں ۔

اصطلاحی معنی

یہ وہ پسندیدہ عادتیں اور رویے ہیں جو انسان کے باطن سے ظاہر ہوتے ہیں، جیسے سچائی، رحم، انصاف. یہ فلسفہ کی ایک شاخ ہے جو اچھائی، برائی، درست اور غلط، اور انسانی قدروں کا مطالعہ کرتی ہے. حسن خلق یا اچھے اخلاق کا مطلب وہ بہترین برتاؤ اور رویہ ہے جو مروت اور انسانیت پر مبنی ہو، اور یہ اعلیٰ درجے کا اخلاق ہے قرآن کی رو سے اخلاق سے مراد اچھے طور طریقے، رویے اور عادتیں ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے ہوں، جیسے سچ بولنا، رحم دل ہونا، وعدہ پورا کرنا اور برائی سے بچنا، اور حضور اکرم ﷺ کو بہترین اخلاق کا حامل بتایا گیا ہے تاکہ انسان اللہ سے قریب ہو سکے، یہ صرف قرآن کی رو سے اخلاق سے مراد اچھے طور طریقے، رویے اور عادتیں ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے ہوں، جیسے

سچ بولنا، رحم دل ہونا، وعدہ پورا کرنا اور برائی سے بچنا، اور حضور اکرم ﷺ کو بہترین اخلاق کا حامل بتایا گیا ہے تاکہ انسان اللہ سے قریب ہو سکے، یہ صرف ظاہری نہیں بلکہ باطنی پاکیزگی اور نیت میں خلوص کا نام ہے۔

اخلاق کے اقسام

اخلاق حسنہ:

اخلاق حسنہ سے مراد انسان کی وہ اچھی عادتیں، خصلتیں اور رویے ہیں جو عقل اور شریعت کے مطابق پسندیدہ ہوں، جن کی وجہ سے انسان بغیر سوچے سمجھے اچھا سلوک کرتا ہے جیسے پیار، مدد، سچائی اور دوسروں کے لیے نرمی، یہ ایمان کی پختگی کی علامت ہے اور اللہ کے رسول (ص) نے اپنی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی تکمیل کو قرار دیا تھا۔

اخلاق حسنہ کی اقسام:

اخلاق حسنہ کی اقسام کو کئی طرح سے تقسیم کیا جا سکتا ہے، جیسے خدا کے ساتھ، اہل خانہ کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ، دوستوں کے ساتھ (جو تعلقات کی نوعیت کے مطابق ہیں)، اور عمومی طور پر عام اخلاق (جیسے جو جیسا کرے، ویسا سلوک) اور اعلیٰ اخلاق (جس میں مروت اور نرمی شامل ہے)۔ یہ سب اچھے رویے، عادتوں اور برتاؤ پر مشتمل ہیں جو معاشرے کو پرامن بناتے ہیں۔

اخلاق حسنہ کی کچھ اہم اقسام:

اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا، اس کا شکر ادا کرنا، اور اس کے ساتھ تعلق مضبوط رکھنا. خود کو برائی سے بچانا، تزکیہ نفس (روح کی پاکیزگی) کرنا، اور اچھی عادات اپنانا اور ایسا رویہ رکھنا کہ . والدین، بہن بھائیوں، اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، نرمی اور محبت سے پیش آنا۔

پڑوسیوں کا حق ادا کرنا، ان کی مدد کرنا، اور ان سے اچھا برتاؤ رکھنا دوستی میں سچائی، وفاداری، اور خیر خواہی کا مظاہرہ کرنا تمام لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا، عاجزی، بردباری، اور سچ بولنا، اور دوسروں کی تکلیف سے بچنا۔

قران سے حوالے:

قرآن پاک میں اخلاق حسنہ کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے، خاص طور پر نبی کریم (ص) کی ذات بابرکات کو "وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ" (سورة القلم:)[4] کے ذریعے بہترین اخلاق کا نمونہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ دیگر آیات میں مومنوں کو صبر، شکر، عاجزی، معافی اور دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ہے، تاکہ ایک پرامن معاشرہ تشکیل پا سکے، اور حسن اخلاق کو ایمان کی تکمیل اور روزے دار اور شب بیدار کا درجہ پانے کا ذریعہ بتایا گیا ہے "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔" یہ آیت نبی کریم (ص) کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی ہے۔

وَ لَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَ لَا السَّیِّئَۃُ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡم'[5] اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کو اس (طریقے) سے دفع کرو جو بہترین ہو، پھر کیا دیکھو گے کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، وہ گویا دلی دوست بن گیا ہے" یہ آیت برائی کا بدلہ اچھے سلوک سے دینے کی ترغیب دیتی ہے۔ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔" (نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق بھی لازم ہے، جیسا کہ احادیث میں وضاحت ہے۔ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَق" : اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔" یہ آیت زندگی کے احترام اور امن کے پہلو کو اجاگر کرتی ہے، جو حسن اخلاق کا حصہ ہے۔

احادیث سے حوالے:

اخلاق حسنہ (اچھے اخلاق) کی اہمیت پر بہت سی احادیث موجود ہیں، جن میں کامل مومن کی نشانی، اللہ کے نزدیک محبوب ہونے، اور روزے دار اور شب بیدار کے برابر درجہ حاصل کرنے کا ذکر ہے، جیسے "کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں" (ترمذی) اور "مومن اپنے حسن اخلاق سے روزہ دار اور رات کو جاگنے والے کا درجہ پا لیتا ہے" (ابو داؤد) .

اخلاق حسنہ کی فضیلت اور اہمیت پر چند احادیث کے حوالے

کامل المومنین ایمانا احسنھم خلقا"۔ مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (ترمذی، ابو داوٗد

ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا" ۔ میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہترین ہو ں۔

"ان المؤمن لیدرک بحسن خلقہ درجہ الصائم القائم "- مومن اپنے حسن خلق سے روزے دار اور رات کو ہیں۔ ایک موقع پر مسجد میں پیشاب کرنے والے گنوار کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو، جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک بالٹی پانی بہا دو، کیونکہ تم نرمی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کرنے کے لیے نہیں" احادیث سے ثابت ہے کہ حسن خلق صرف اچھی عادتیں نہیں بلکہ یہ ایمان کا لازمی جزو، اللہ کی محبت کا سبب، اور عبادت سے بھی بڑھ کر اجر کا ذریعہ ہے، اور یہ نرمی اور آسانیاں پیدا کرنے کا درس دیتا ہے ۔

غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے چند واقعات:

پیارے نبی ﷺ نے جب اعلان نبوت کیا تو کل عرب آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ پھر ایذا رسانیوں نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی بار آپ پر جان لیوا حملے بھی کیے گئے۔ ہر طرح سے آپ کو ستایا گیا۔ آپ کی پشت پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ جب آپ کے گھر کھانا بنتا تو ہانڈیوں میں غلاظت اور گندگی ڈال دی جاتی۔ آپ پر پتھر برسائے گئے جس سے آپ کا پیر لہولہان اور خون آلود ہو گیا۔ آپ کے دندان مبارک کو شہید کیا گیا جس سے آپ کا منہ خون سے بھر گیا۔ الغرض آپ کے دشمنوں نے آپ کو دردناک ایذا رسانیوں سے دوچار کیا۔ لیکن قربان جائیے پیارے نبی ﷺ کے حسن سلوک پر کہ آپ نے کبھی بھی اپنے دشمنوں سے ان کی ایذا رسانیوں کا بدلہ نہیں لیا بلکہ انھیں معاف کرتے رہے۔ درج ذیل روایات وواقعات سے آپ کے حسن اخلاق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں" اور حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں؛ صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا گیا: یارسول ﷺ مشرکین کے خلاف بد دعا کر دیں تو آپ ﷺ ے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا یا عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "فتح خیبر" کے موقع پر ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اُس گوشت میں سے کچھ کھایا تو وہ گوشت بول بڑا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ پھر اُس عورت کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، پوچھنے پر اُس نے کہا: میں نے (معاذ اللہ) آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اِس پر یعنی مجھے مارنے پر قادر نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: (یارسول اللہ ﷺ) کیا ہم اِسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں اور اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا حالاں کہ اُس زہر کا اثر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ میں ہمیشہ پایا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے نجد کی جانب کچھ سواروں کو روانہ فرمایا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ثمامہ! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ جواب دیا: اے محمد! میرا ارادہ نیک ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں تو گویا ایک خونی آدمی کو قتل کیا اور اگر احسان فرمائیں تو احسان پر شکر گزار رہوں گا۔ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں لے سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے جواب نہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ جب دوسرا روز ہوا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا ارادہ ہے؟ اُس نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ کہ اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار بندے پر احسان ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُسے دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے اور اگلے روز پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا خیال ہے؟ کہنے لگا: میں تو کہنے لگے کہ مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ ثمامہ رضٰ اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے اس حسن اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ وپ وہاں سے چلا اور مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کر کے مسجد نبوی میں آیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اے محمد! خدا کی قسم! مجھے روئے زمین پر کسی سے اتنی نفرت نہیں تھی جتنی آپ سے تھے۔ لیکن آج مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم! آپ کے اسلام سے زیادہ مجھے کوئی دین ناپسند نہ تھا لیکن آج میرےلیے آپ کا دین تمام ادیان سے زیادہ پیارا ہو گیا ہے، خدا کی قسم! مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند کوئی شہر نہ تھا لیکن آج میری نظروں میں آپ کا شہر تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے گرفتار کر لیا حالانکہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا۔ اب اس بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟ حضور نبی ﷺ نے اُسے بشارت دی اور فرمایا کہ وہ عمرہ

SCRR

کرے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو کسی نے اُس سے کہا: کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو محمد مصطفےٰ ﷺ کے دست اقدس پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم! اب تمہارے پاس پیارے نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر میرے شہر یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔

حضرت عبد الرحمن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن حُنَیف اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما "قادسیہ" میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ دونوں کھڑے ہو گئے۔ اُن سے کہا گیا کہ یہ تو یہاں کے کافر ذمی شخص کا جنازہ ہے۔ دونوں نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ انسانی جان نہیں ہے۔

یہ نبی اکرم ﷺ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کے چند واقعات تھے۔ نبی اکرم ﷺ سے نسبت و محبت رکھنے والوں کو چاہیے کہ محسن کائنات کی سیرت و کردار کو اپنائیں! اگر ہم بھی اپنے مخالفین اور دشمنوں کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک کا مظاہرہ کریں تو ہماری ساری عداوتیں اور نفرتیں محبتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ لوگ حقیقت اسلام سے آشنا ہو جائیں اور ان کے ذہنوں سے اسلام دہشت گردی کا تصور ہی ختم ہو جائے۔ اللہ ہمیں سیرت رسول پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اخلاق حسنہ کے اثرات :

اخلاق حسنہ کے اثرات مثبت اور گہرے ہوتے ہیں، جو فرد اور معاشرے دونوں کو سنوارتے ہیں؛ یہ قربِ الٰہی اور رسول ﷺ کی محبت کا ذریعہ ہیں، دل جیت لیتے ہیں، لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرتے ہیں، قوموں کی ترقی کا باعث بنتے ہیں، اور اجنبیوں کو اپنا بناتے ہیں، یہ انسان کی اصل خوبصورتی اور وقار ہیں جو زندگی میں سکون اور کامیابی لاتے ہیں' اچھے اخلاق قربِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہیں اور ایمان کو کامل کرتے ہیں۔

یہ صورت سے زیادہ اہم ہیں اور انسان کو خوبصورت اور قیمتی بناتے ہیں، جیسا کہ پھل دار درخت کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ : یہ دل جیتنے کا بہترین نسخہ ہیں اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ گناہوں میں مبتلا لوگوں کی اصلاح کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق انسان کو اعلیٰ اور قیمتی بناتے ہیں اور دنیا اسے محبوب رکھتی ہے۔

معاشرے پر اثرات "پر سکون اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں، کیونکہ بغیر اچھے اخلاق کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

یہ اجنبیوں کو اپنا بناتے ہیں اور تعلقات میں مضبوطی لاتے ہیں (حسن سلوک)، اس کے برعکس برے اخلاق اپنوں کو پرایا بنا دیتے ہیں۔ اچھے اخلاق کی برکت سے دین کا کام خوب ترقی کرتا ہے۔ اچھے اخلاق کی وجہ سے غیر مسلم بھی دولتِ ایمان نصیب ہونے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کو "اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانے پر" قرار دیا گیا ہے، جس سے اس کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ ہوتا ہے

اچھے اخلاق دراصل انسان کی فطری صفات ہیں جو اس کو دنیا اور آخرت میں بلند مقام دلاتی ہیں، یہ زندگی میں سکون، کامیابی اور دوسروں کے دلوں میں جگہ بنانے کا ذریعہ ہیں۔

اخلاقِ سیئہ (برے اخلاق) سے مراد وہ بری عادات، خصلتیں اور برتاؤ ہیں جو انسان کو معاشرے اور دین میں نقصان پہنچاتے ہیں، جیسے خیانت، جھوٹ، بے صبری، لالچ، فحش گوئی، اور دوسروں پر زیادتی کرنا، جنہیں اسلام میں سخت ناپسند کیا گیا ہے اور اچھی عادات (اخلاقِ حسنہ) اپنانے پر زور دیا گیا ہے تاکہ پُر سکون اور ترقی یافتہ معاشرہ بنایا جا سکے برے اخلاق (اخلاقِ سیئہ) کی اقسام بہت سی ہیں، جن میں جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی، حسد، بغض، حرص (دولت و شہرت کی)، بے حیائی، تکبر، اور دوسروں کو تکلیف پہنچانا شامل ہیں، یہ تمام اعمال انسان کو اخلاقی طور پر کمزور کرتے ہیں، نیکیوں کو ضائع کرتے ہیں، اور معاشرتی تعلقات میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں .

اخلاقِ سیئہ کی اہم اقسام:

جھوٹ اور دھوکا "سچ بولنے سے گریز کرنا اور دھوکے بازی کرنا، جس میں وعدہ خلافی بھی شامل ہے امانت میں خیانت "امانت میں خیانت کرنا .

بداخلاقی کے دنیوی اور اُخروی نقصانات:

کسی بھی چیز سے بچنے اور بچانے کے لیے اس کے نقصانات کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے اور بداخلاقی تو ایسی بُری صفت ہے کہ اس کے دنیوی اور اُخروی دونوں طرح کے نقصانات ہیں۔

بداخلاقی جہنم میں جانے کا سبب ہے:

حضرت سیِّدُنافُضَیل بن عِیاض عَلَیہِ رَحمَۃُاللہِ الوَہَّاب سے مروی ہے کہ بار گاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ایک عورت دن میں روزہ رکھتی اور رات میں قیام کرتی ہے لیکن وہ بد اخلاق ہے، اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس میں کوئی بھلائی نہیں وہ جہنمیوں میں سے ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ "حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے فحش گوئی، بد اخلاقی کی ایک شاخ ہے اور بد اخلاقی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔ منقول ہے کہ

"اِنَّ الْعَبْدَ لَیَبْلُغُ مِنْ سُوْ ءِخُلُقِہٖ اَسْفَلَ دَرْکِ جَھَنَّمَ" یعنی انسان اپنے بُرے اخلاق کے سبب جَہَنَّم کے سب سے نچلے طبقے میں پہنچ جاتا ہے۔

نیکیوں کی کثرت فائدہ نہیں دیتی:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بد اخلاقی ایک ایسی آفت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نیکیوں کی کثرت بھی فائدہ مند نہیں ہوتی۔ بد اخلاقی ایک ایسی مذموم صفت ہے جس کے سبب انسان کا وقار معاشرے میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے، بد اخلاقی کے متعلق سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں مومن میں اکھٹی نہیں ہو سکتی، وہ بخل اور بد اخلاقی ہیں۔

بد اخلاقی کے بعض نقصانات یہ ہیں:

1۔ بد اخلاق شخص سے لوگ ملنا جھلنا، بات چیت کرنا، تجارتی لین دین، رشتہ داری وغیرہ قائم کرنے سے کتراتے ہیں کیونکہ بات بات پر گالی گلوچ کرنے والا، لڑائی جھگڑے کرنے والا کس کو پسند ہو گا؟

2۔ معاشرے میں عزت نہ ہونا:

بد اخلاق شخص کتنے ہی بڑے منصب کا مالک اور بظاہر کتنے ہی خوبصورت لباس میں ملبوس کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس کے اخلاق اچھے نہیں تو ایسوں کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی، کیونکہ اچھے کردار کی پہچان اچھے لباس یا منصب سے نہیں بلکہ اچھے اخلاق واطور سے ہوتی ہے۔

3۔ تبلیغ دین میں رکاوٹ:

بد اخلاقی اشاعت اسلام و تبلیغ دین میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ ایک مبلغ جب تک حسین اخلاق کے زیور سے آراستہ نہ ہو تب تک وہ تبلیغ دین کے فرائض کما حقہ ادا نہیں کر سکتا، یہ حسن اخلاق ہی تھا جس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے قریب کیا۔ بد اخلاقی کے سبب سامنے والے کے جذبات کا کیا حشر ہوتا ہے اسے ایک فرضی حکایت سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حکایت:

ایک نوجوان بد اخلاقی اور دیگر برائیوں میں گھرا ہوا تھا اور ہر کوئی اس بات سے بیزار تھا، ایک دن اس کے والد نے اس سے کہا کہ اب جب بھی تم کسی کا دل دکھاؤ تو اپنے کمرے کی دیوار میں ایک کیل ٹھونک دینا، چنانچہ وہ نوجوان ایسا کرنے لگا، چند دنوں کے بعد اسے یہ گراں محسوس ہونے لگا تو اس نے بد اخلاقی میں کمی کرنا شروع کر دی، ایک دن اس کے والد نے اس سے کہا کہ اب جس دن تم کسی سے بدتمیزی نہ کرو تو اس دن دیوار کیل دیوار سے نکال دینا، چنانچہ نوجوان ایسا کرنے لگا اور کیلوں میں کمی ہونا شروع ہو گئی۔

الغرض دن گزرتے گئے اور نوجوان میں بدلاؤ آنا شروع ہو گیا، اور اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا تو جن کی دل آزاری کی تھی ان سے معذرت بھی کر لی، اور پھر وہ دن بھی آیا کہ دیوار میں کوئی کیل باقی نہ رہی، اب والد محترم نے سمجھایا کہ اے میرے بیٹے! ذرا اس دیوار کا حال دیکھو تم نے اگرچہ ساری کیلیں نکال دی ہوں لیکن اب پہلے جیسی نہ رہی، یہی حال سامنے والے کا ہوتا ہے جب ہم اس سے بد اخلاقی سے پیش آئیں، اگرچہ بعد میں ہم رسماًسوری بول بھی دیں اور وہ سامنے سے یہ بھی کہہ دے کہ کوئی بات نہیں، مگر اس کے دل کو جو ٹھیس پہنچی تھی اس کا احساس تو صرف اسی کو ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اچھے اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے بد اخلاقی یہ بہت بُری خصلت ہے جو لوگوں میں لڑائی جھگڑا اور جدائی کا باعث بن رہی ہے، وہ معاشرے میں جو سب سے تباہ کن برائیوں میں سے ایک برائی پائی جا رہی ہے وہ بد اخلاقی کا لوگوں میں عام ہونا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے لوگوں کے اخلاق و معاملات کو درست کریں، حسنِ اخلاق کی نعمت صرف سعادت مندوں کا حصہ ہے اور اللہ عزوجل کا خاص الخاص انعام ہے اور حسن اخلاق میں حسن ہی حسن ہے، اور بد اخلاقی میں کراہت ہی کراہت ہے

نبی کریم ﷺ کا اخلاق:

انسانی معاشرے ہمیشہ تعلیم و تربیت اور اخلاق حسنہ سے عروج اور استحکام حاصل کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن، خوشحالی اور استحکام کا راز علم، عمل اور اخلاق میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح قیادتیں بھی علم، عمل اور اخلاق حسنہ سے تشکیل پاتیں اور ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اخلاق حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق عظیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا۔ ارشاد فرمایا:

"اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ" بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔

یعنی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ، خصائل حمیدہ، فضائل کریمہ اور انسان کی عادات شریفہ کا جو جو ذکر، جز، گوشہ اور پہلو بیان کیا ہے، ان ساری خوبیوں کے عملی پیکر اتم کا نام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اللہ رب العزت کے بیان کردہ اخلاق کو اگر تعلیمات کی شکل میں دیکھنا ہو تو اس وجود کا نام قرآن ہے اور اللہ رب العزت کے تعلیم کردہ اخلاق اور خصائل حمیدہ کو اگر ایک انسانی پیکر اور شخصی اسوہ و ماڈل کی صورت میں دیکھنا ہو تو ان کا نام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اخلاق کی ترویج و فروغ کو اپنی منصبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میری بعثت اس لئے کی گئی ہے کہ میں کائنات انسانی میں اخلاقی فضائل کو کمال اور عروج پر پہنچادوں "۔ اخلاق انسان کی خوبیوں اور اعلیٰ فضائل و خصائل میں سے ایک ایسا اعلیٰ مرتبہ، اعلیٰ رویہ، اعلیٰ طرز فکر، طرز عمل اور ایک ایسا عظیم خزانہ ہے جو دنیا کے تمام انسانی معاشروں میں بغیر انقطاع قائم و دائم رہا اور اس پر ہمیشہ سب کا عمل رہا۔ ہر دور میں اخلاق کی نہ صرف پذیرائی ہوئی بلکہ ہر دور کا انسان اخلاق کی عظمت سے متاثر ہوتے ہوئے اس کا معترف بھی ہوا۔ جوں جوں انسانی معاشرے، انسانی عقل، ادراک، نظریات اور تصورات ترقی کرتے جارہے ہیں، اسی طرح معاشرے کی ارتقاء پذیری کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار بھی بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی ہیں۔ بلاشک و شبہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت جہاں توحید، رسالت اور آخرت کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل تھی وہاں ہر پیغمبر کی دعوت کا مرکزی نقطہ اخلاق حسنہ بھی تھا۔ ہر پیغمبر کی اپنی شخصیت اور اسوہِ مبارکہ کا مرکز و محور اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار تھے۔ جن سے انسانیت کو حسن کاملیت اور اپنے مراتب میں بلندی ملی

اخلاقی زوال کے اسباب:

دینی تعلیمات سے دوری:

جب انسان قرآن و سنت کی تعلیمات سے دور ہو جاتا ہے تو اس کے اندر اچھے اور برے کی تمیز کمزور ہو جاتی ہے۔ اخلاقی زوال ایک اہم سماجی اور دینی مسئلہ ہے جس کے متعدد اسباب ہیں۔ ذیل میں اس کے اہم اسباب "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں" انسان اپنے دوستوں سے بہت متاثر ہوتا ہے، بری صحبت انسان کو غلط راستے پر ڈال دیتی ہے۔ اگر والدین بچوں کی صحیح تربیت نہ کریں تو بچے اخلاقی لحاظ سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ فحاشی، جھوٹ، اور بے حیائی پر مبنی مواد اخلاقی زوال کا سبب بنتا ہے بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے جب انسان صرف دنیاوی فائدے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ اخلاقی اصولوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ "دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے علم کی کمی انسان کو صحیح اور غلط میں فرق کرنے سے روکتی ہے۔ جب معاشرے میں انصاف نہ ہو اور کرپشن عام ہو جائے تو اخلاقی زوال تیزی سے پھیلتا ہے"

اخلاقی زوال ایک فرد سے شروع ہو کر پورے معاشرے کو متاثر کرتا ہے۔ اخلاقی زوال سے مراد معاشرے میں اچھے اخلاق کا ختم ہونا اور برے رویوں کا عام ہو جانا ہے۔ اس کی بڑی وجہ دینی تعلیمات سے دوری ہے، کیونکہ جب انسان قرآن مجید اور سنت کی ہدایات پر عمل نہیں کرتا تو اس کے اندر سچائی، دیانت اور حیا جیسی خوبیاں کم ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بری صحبت، والدین کی ناقص تربیت، اور میڈیا کا منفی اثر بھی اخلاقی زوال کو بڑھاتا ہے۔ آج کل سوشل میڈیا پر فحاشی اور جھوٹ کے پھیلاؤ نے نوجوانوں کے اخلاق کو متاثر کیا ہے۔ مزید یہ کہ دنیا کی محبت اور مادہ پرستی بھی انسان کو اخلاقی اقدار سے دور کر دیتی ہے۔ اگر ہم اپنے معاشرے کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا اور اپنی اصلاح پر توجہ دینی ہوگی۔

اچھے اخلاق کا ختم ہونا اور برے اخلاق کا پھیلنا اخلاق کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ ایک اچھا معاشرہ وہی ہوتا ہے جہاں سچائی، دیانتداری، احترام اور انصاف جیسی خوبیاں موجود ہوں۔ لیکن جب یہ خوبیاں ختم ہو جائیں اور برے رویے عام ہو جائیں تو اسے اخلاقی زوال کہا جاتا ہے۔ آج کے دور میں اخلاقی زوال ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے جس نے معاشرے کے ہر طبقے کو متاثر کیا ہے۔ سب سے بڑی وجہ دینی تعلیمات سے دوری ہے۔ جب انسان قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کی تعلیمات کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کے اندر اچھے اور برے کی تمیز ختم ہونے لگتی ہے۔ قرآن ہمیں نیکی اور بھلائی کی طرف بلاتا ہے، لیکن اس سے دوری انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ دوسری اہم وجہ بری صحبت ہے۔ انسان اپنے دوستوں سے بہت متاثر ہوتا ہے، اگر اس کے دوست برے ہوں تو وہ بھی آہستہ آہستہ برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح والدین کی ناقص تربیت بھی اخلاقی زوال کا باعث بنتی ہے۔ اگر بچوں کو بچپن سے اچھے اخلاق نہ سکھائے جائیں تو وہ بڑے ہو کر معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

مزید برآں، میڈیا اور سوشل میڈیا کا منفی استعمال بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ فحاشی، جھوٹ اور بے حیائی پر مبنی مواد نوجوانوں کے ذہنوں کو خراب کرتا ہے اور ان کے اخلاق کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی محبت اور مادہ پرستی بھی انسان کو اخلاقی اقدار سے دور کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے وہ صرف اپنے فائدے کے بارے میں سوچتا ہے۔ علم کی کمی اور جہالت بھی اخلاقی زوال کا سبب ہے۔ جب انسان کے پاس صحیح علم نہ ہو تو وہ اچھے اور برے میں فرق نہیں کر پاتا۔ اسی طرح معاشرے میں انصاف کی کمی اور کرپشن بھی اخلاقی زوال کو بڑھاتی ہے، کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ برے کام کرنے والوں کو سزا نہیں ملتی تو وہ بھی برائی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

اخلاقی زوال کے اثرات:

اخلاقی زوال کے بہت خطرناک اثرات ہوتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں جھوٹ، دھوکہ، بددیانتی اور بے حیائی عام ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے درمیان اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور ہر شخص دوسرے پر شک کرنے لگتا ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرہ بے سکونی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

اخلاقی زوال نہ صرف فرد کو متاثر کرتا ہے بلکہ پورے معاشرے کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے جرائم میں اضافہ ہوتا ہے اور امن و سکون ختم ہو جاتا ہے۔

اخلاقی زوال کا حل:

اخلاقی زوال کا سب سے مؤثر حل دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن مجید اور سنت کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ اس کے علاوہ اچھی صحبت اختیار کریں اور برے لوگوں سے دور رہیں۔

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں اور انہیں بچپن سے ہی اچھے اخلاق سکھائیں۔ میڈیا کا مثبت استعمال بھی بہت ضروری ہے تاکہ معاشرے میں اچھے پیغامات پھیل سکیں۔

مزید یہ کہ ہمیں انصاف کو فروغ دینا چاہیے اور کرپشن کا خاتمہ کرنا چاہیے تاکہ معاشرہ بہتر بن سکے۔

نتیجہ"

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاقی زوال ایک ایسا مسئلہ ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر ہم ایک کامیاب اور خوشحال معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اخلاق کو بہتر بنانا ہوگا اور دوسروں کے لیے مثال قائم کرنی ہوگی۔ کیونکہ ایک اچھا انسان ہی ایک اچھا معاشرہ بنا سکتا ہے۔

موجودہ دور میں اخلاقی چیلنجز:

موجودہ دور میں انسان کو مختلف اخلاقی چیلنجز کا سامنا ہے جنہوں نے فرد اور معاشرے دونوں کو متاثر کیا ہے۔ سب سے بڑا چیلنج دینی تعلیمات سے دوری ہے، کیونکہ جب انسان قرآن مجید کی ہدایات کو نظر انداز کرتا ہے تو اس کے اندر سچائی، دیانتداری اور حیا جیسی خوبیاں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح سوشل میڈیا اور جدید میڈیا کا منفی استعمال بھی ایک اہم مسئلہ ہے، جہاں جھوٹ، بہتان اور بے حیائی عام ہو چکی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "بے شک اللہ انصاف اور بھلائی کا حکم دیتا ہے" لیکن آج کے معاشرے میں ناانصافی اور کرپشن بڑھتی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ بری صحبت، والدین کی تربیت میں کمی اور مادہ پرستی نے نوجوان نسل کو اخلاقی بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے" جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اچھی یا بری صحبت انسان کے کردار پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ ان تمام چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دینی تعلیمات کو اپنائیں، اپنی اصلاح کریں اور معاشرے میں اچھے اخلاق کو فروغ دیں۔ موجودہ دور میں اخلاقی چیلنجز بہت بڑھ چکے ہیں، جن کی بنیادی وجہ انسان کا دینی اور اخلاقی اصولوں سے دور ہو جانا ہے۔ سب سے اہم چیلنج سچائی اور دیانتداری کا فقدان ہے۔ آج کل جھوٹ، دھوکہ اور وعدہ خلافی عام ہو چکی ہے،

حالانکہ قرآن مجید میں سچ بولنے اور امانت داری کا حکم دیا گیا ہے۔اسی طرح بے حیائی اور فحاشی کا پھیلاؤ بھی ایک بڑا اخلاقی مسئلہ ہے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے غیر اخلاقی مواد تیزی سے پھیل رہا ہے، جس سے نوجوانوں کے خیالات اور رویے متاثر ہو رہے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "جو لوگ بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ایک اور اہم چیلنج ناانصافی اور کرپشن ہے۔ آج کے معاشرے میں رشوت، حق تلفی اور ظلم عام ہو چکا ہے، جس سے معاشرتی توازن بگڑ رہا ہے۔ قرآن مجید میں واضح حکم ہے کہ "اللہ انصاف اور بھلائی کا حکم دیتا ہے۔

والدین کی تربیت میں کمی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ جدید مصروفیات کی وجہ سے والدین بچوں کو مناسب وقت نہیں دے پاتے، جس کی وجہ سے بچے اخلاقی تربیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ بچوں کو اچھے آداب سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ بری صحبت اور غلط ماحول بھی اخلاقی زوال کا سبب بنتے ہیں۔ نوجوان اکثر دوستوں کے اثر میں آکر غلط راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے "اس لیے اچھی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مادہ پرستی اور دنیا کی محبت بھی ایک بڑا اخلاقی چیلنج ہے۔ آج انسان دولت اور شہرت کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور اخلاقی اصولوں کو نظر انداز کر رہا ہے۔ قرآن مجید میں دنیا کی زندگی کو عارضی اور دھوکے کی چیز قرار دیا گیا ہے

ان تمام اخلاقی چیلنجز کا حل یہی ہے کہ ہم اپنی زندگی کو دینی تعلیمات کے مطابق بنائیں، سچائی، انصاف اور حیا کو اپنائیں، اور نئی نسل کی صحیح تربیت کریں۔ اگر ہم ان اصولوں پر عمل کریں تو ایک بہتر اور پر امن معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ محمد بن محمد الغزالی، احیاء العلوم الدین، کتاب ذم الکبر

2۔کتاب احیاء العلوم: مصنف امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت

3۔ امام راغب اصفہانی: کتاب المفردات فی غریب القرآن ناشر: دار القلم دمشق

4۔ سورۃ القلم 4

5۔ سورۃ حم السجدہ: 34

6۔ سورۃ البقرہ: 110

7۔ سورۃ الانعام: 151

8۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب حسن الخلق حدیث نمبر: 4798

9۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب حسن الخلق۔ حدیث نمبر: 4682

10۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب العلم حدیث نمبر 6031

11۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، کتاب الادب باب حسن الخلق حدیث نمبر 4798

12۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا" حدیث نمبر 3477

13۔ مسلم، امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم باب: باب النہی عن لعن الدواب وغیرہ حدیث نمبر 2599

14۔ مسلم، امام باب: اسم (ذہد) اور اس کا حکم حدیث نمبر 2195

15۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری باب: ربط الاسیر فی المسجد حدیث نمبر 462

16۔ بخاری باب القیام الجنازہ حدیث نمبر 1311

17۔ سورۃ القلم آیت نمبر 4

18۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری باب: العذر من الغضب حدیث نمبر 6116

19۔ ترمذی: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، باب ماجاء فی البخل حدیث نمبر: 1962

20۔ سورۃ القلم: 4

21۔ امام مالک بن انس، باب حسن الخلق: کتاب موطا امام مالک حدیث نمبر 1614

22۔ سورۃ العنکبوت: 45

23۔ بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل صحیح بخاری باب صفۃ النبیؐ حدیث نمبر 3559

24۔ سورۃ النحل آیت نمبر 90

25۔ ابی داوٗد: امام ابی داوٗد سلیمان بن الاشعت کتاب سنن ابی داوٗد باب: فی معابہ الصدیق حدیث: 2787

26۔ سورۃ النور: 4

27۔ ابی داوٗد: امام ابی داوٗد سلیمان بن الاشعت کتاب سنن ابی داوٗد باب فی معابہ الصدیق حدیث: 2787